ووٹ ڈالنا بچہ پیدا کرنے سے زیادہ اہم ہے!

تحریر: سہیل احمد لون

امریکی ریاست شکاگو میں ایک اکیس برس کی حاملہ خاتون گیلیشیا میلن (Galicia Malone) نے زچگی کے لیے ہسپتال جاتے ہوئے اپنا ووٹ ڈالا۔ اس کا یہ عمل ملک وقوم سے محبت اور ملک وقوم کے مستقبل کی فکر کا آئینہ دار ہے۔ احساس ذمہ داری کا مظاہرہ زندہ قومیں الیکشن میں اسی انداز سے کرتی ہے۔ حالیہ دنوں میں امریکہ دنیا میں خبروں کا مرکز بنا رہا۔ جس کی ایک وجہ سینڈی طوفان کا عذاب اور دوسرا صدارتی الیکشن تھا۔ اوبامہ کے لیے تو سینڈی با برکت ثابت ہوا۔ اپنے مقابل امیدوار رومنی کو 203 کے مقابلے میں 303 ووٹ سے شکست دی۔ جیت کے لیے انہیں الیکٹرول کالج کے 270 ووٹ درکار تھے مگر انہوں نے واضح برتری سے کامیابی حاصل کی۔ چار سال کے لیے دوبارہ منتخب ہونے پر بارک اوبامہ نے مخالف امیدوار اور اس کے ووٹرز سے بھی اظہار ہمدردی کا اظہار کیا اور رومنی نے بھی اپنی شکست خوش دلی سے تسلیم کرکے اوبامہ کو مبارک باد دی۔ کسی دھاندلی یا سرکاری مشینری کے استعمال کا الزام نہیں لگایا۔ سفید مکان میں چاہے سیاہ جائے یا سفید اس سے امریکی عوام کو کیا فرق پڑتا ہے مگر ہمارے ہاں حکمران طبقے کی چمڑی کا رنگ کیسا بھی ہو ان کا دل سیاہ، خون سفید اور کرتوتیں کالی ہی ہوتی ہیں۔ ڈیموکریٹک پارٹی کے سیاہ فام امیدوار بارک حسین اوبامہ کا انتخابی نشان گدھا تھا، مگر یہ گدھا نہ خود بے وقوف تھا اور نہ ہی اپنی عوام کو بے وقوف بنانے والا۔ گدھوں کے متعلق مشہور ہے کہ وہ ڈھیٹ اور محنتی ہوتے ہیں، اپنے انتخابی نشان گدھے کی طرح اوبامہ میں یہ دونوں صفات بچپن سے پائی جاتی تھیں جن کا مثبت استعمال اسے دوسری بار صدارتی کرسی تک لے آیا۔ اوبامہ نے جب امریکہ کے 44 ویں صدر کا حلف اٹھایا تو وہ پہلے سیاہ فام امریکی صدر تھے۔ اپنے چار سالہ اقتدار میں امریکی عوام کے لیے انہوں نے گدھے کی طرح ڈھیٹ ہو کر محنت کی ہوگی تو عوام نے انہیں آئندہ چار برس کے لیے بھی سیاہ وسفید کا مالک بنا کر سفید مکان میں رہنے کی مہلت بڑھا دی۔ یہ عام گدھا نہیں جس پر کوئی بھی نتھو خیرا سواری کرلے یا جس پر اس کی استطاعت سے بڑھ کر بوجھ ڈال کر بھی ڈمور ڈموڑ کا کہا جائے، دم دبا کر عوام کو اکیلا چھوڑ کر بھاگتا بھی نہیں۔ بلکہ بہت سے "شیر" اس کے آگے پیچھے دم ہلانے پر فخر محسوس کرتے ہیں، اسے عوام کا بھر پور مینڈیٹ حاصل ہے، امریکی عوام نے ووٹ کو قومی فریضہ سمجھ کر ادا کیا۔ سینڈی کی تباہ کاریوں کے باوجود الیکشن کے دوران عوام میں اپنا حق رائے دہی استعمال کرنے میں کوئی فرق نظر نہیں آیا۔ بڑھتی ہوئی مہنگائی نے امریکہ کے حالیہ الیکشن کو بھی سستا نہ رہنے دیا، امریکہ کی تاریخ کے مہنگے ترین الیکشن ثابت ہوئے۔ امریکہ کے علاوہ بھی دنیا کے دیگر ترقی یافتہ مما لک میں عوام اپنی طاقت کا مظاہرہ ووٹ سے ہی کرتے ہیں۔ امریکہ میں حکومت کسی کی بھی بنتی مگر پاکستان کے ساتھ پالیسی میں کوئی واضح فرق نہیں آنا تھا۔ ڈرون حملوں اور بلیک واٹر کی کاروائیوں کا تسلسل مسلسل ہی رہنا تھا۔ ہمارا حکمران طبقہ تو اوبامہ کی کامیابی پر اس لیے بھی زیادہ خوش ہے کہ کسی نئے صدر سے پرانے کاموں کی آشیرباد لینے میں شاید کچھ وقت لگ جاتا۔ اگر پاکستان کے حکمرانوں کو دیکھیں تو آنے والا پہلے سے بڑھ کر عوام کے لیے برا ثابت ہوا۔ ایسے حالات میں زرداری کے بعد عوام کا کیا حشر ہوگا اسے سوچ کر حال مزید بے حال ہو جاتا ہے۔ ہر چیز کی

ایک حد ہوتی ہے، میرے خیال میں وطن عزیز کے ساتھ مٹھی بھر موقع پرستوں نے جو کچھ کیا ہے اس کے آگے اب گنجائش نہیں رہی، اب وقت آ گیا ہے کہ عوام ان لٹیروں سے اپنی جان چھڑائے۔ان سے جان چھڑانے کے لیے کسی راکٹ سائنس کی ضرورت نہیں بلکہ دو حروف پر مبنی ایک لفظ ''سچ'' سے سارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ سچ بولیں' سچ بول کر سچ پر قائم بھی رہیں اور سب سے بڑھ کر سچے کا بھر پور ساتھ دیں۔ کیونکہ جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے جبکہ حق اور سچ ہی دائمی کامیابیوں تک لے جاتا ہے۔چند ماہ میں الیکشن متوقع ہیں، اگر عوام یہ چاہتے ہیں کہ تبدیلی آئے، نظام بدلے جس سے معاشی استحکام آئے، ملک وقوم کا کھویا ہوا وقار بلند ہو تو اس کے لیے ملک کی باگ دوڑ ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں دینی ہوگی جو اس کے اہل اور باکردار ہوں۔میڈیا کو بھی عوامی ووٹ کی طاقت سے آگاہی کی مہم چلانی چاہیے۔انفارمیشن ٹیکنالوجی کے اس دور میں ووٹ کاسٹ کرنے کے لیے بہت سی آسان طریقے رائج ہو چکے ہیں۔اب لوگ پولنگ سٹیشن پر جا کر ووٹ نہ ڈالنا چاہتے ہوں تو ان کو آن لائن یا پوسٹ کے ذریعے ووٹ کاسٹ کرنے کی سہولت دی جاتی ہے۔اگر کوئی پوسٹ کے ذریعے ووٹ ڈالنا چاہے تو بیلٹ پیپر اور جوابی لفافہ بمہ ڈاک ٹکٹ گھر کے پتے پر ارسال کر دیے جاتے ہیں اس طرح ایسے افراد جو کسی وجہ سے پولنگ سٹیشن نہ جا سکتے ہوں وہ اپنا حق رائے دہی گھر بیٹھے استعمال کر لیتے ہیں۔ بدقسمتی سے ہم ابھی مہذب نہیں ہوئے کہ گھر بیٹھے ووٹ ڈال سکیں وطن عزیز میں تو پولنگ سٹیشن پر دھاندلیاں ہو جاتیں ہیں جس میں عسکری قیادتیں، حساس اداروں کے سربراہان، سرمایہ داران، اور سیاسی اکابرین شامل ہوتے ہیں۔ملکی حالات میں بہتری لانے کے لیے شفاف انتخابات کا انعقاد ناگزیر ہو چکا ہے۔پاکستان کی معیشت میں سب سے اہم کردار ادا کرنے والے محبِّ وطن اوورسیز پاکستانیوں کو ووٹ ڈالنے کے قومی فریضے سے ہمیشہ محروم رکھا گیا ہے۔ تارکین وطن کے لیے بھی ووٹ ڈالنے کی کوئی سہولت ہونی چاہیے۔ جہاں بھی پاکستانی آباد ہیں وہاں پر سفارت خانہ بھی موجود ہے جو اس کام میں معاونت کر سکتا ہے۔معاشی بدحالی کا شکار ملک کسی طور پر مہنگے الیکشن کا متحمل نہیں الیکشن کمیشن آف پاکستان کو کچھ ایسی پالیسیاں وضع کرنی چاہئیں کہ الیکشن مہم میں پیسے کے بے جا استعمال کو روکا جائے۔ الیکشن کے دنوں میں اربوں روپے وال چاکنگ، بینرز اور دیگر اشتہاری مہم کی نظر ہو جاتے ہیں۔الیکشن میں حصہ لینے کے لیے امیر ہونا شرط نہیں تو الیکشن میں پیسے کا ناجائز استعمال روکنا بھی بہت ضروری ہے۔ ملک سے طبقاتی نظام اسی وقت ختم ہو سکے گا جب اقتدار کے ایوانوں میں عام طبقے کی نمائندگی کرنے والا عام طبقے سے تعلق رکھنے والا ہو، کیونکہ اسے عوامی مسائل کا بھی بخوبی علم ہوتا ہے اور اس کا درد اور احساس بھی۔منتخب ہونے کے بعد عوام میں رہنا بھی عوامی سیاست دان کی نشانی ہوتی ہے۔عام آدمی اسی وقت اقتدار کے ایوانوں تک آ پائے گا جب انتخابات میں حصہ لینے کے لیے پیسے کی نہیں بلکہ سیاسی بصیرت، کردار، تعلیم، ایمانداری اور محبِّ وطن ہونا ضروری ہو۔ یورپ، برطانیہ سمیت دیگر کئی ممالک ایسے ہیں جہاں وال چاکنگ پر پابندی ہے اور اشتہار بازی کے لیے بینرز مخصوص جگہ پر، مخصوص وقت کے لیے اور طے شدہ تعداد میں لگائے جاتے ہیں۔غریب کو تن ڈھانپنے کے لیے کپڑا میسر نہیں ہوتا، مر جائے تو کفن بڑی مشکل سے نصیب ہوتا ہے مگر اس کے غریب خانے کے سامنے کپڑے کے بینرز لہرا رہے ہوتے ہیں، گھر کے اندر سفید پوش سفیدی کروانے کی استطاعت نہیں رکھتے مگر ان کی بیرونی دیواریں الیکشن کے دنوں میں رنگین ضرور ہو جاتیں ہیں۔اب تو الیکشن میں تشہیر کے جدید طریقے بھی استعمال ہونگے۔ایس ایم ایس کے ذریعے تشہیر الیکشن کے دن سے پہلے

ہی کرلینی پڑے گی کیونکہ الیکشن کے دوران موبائل فون نیٹ ورک بند کر دیا جائے گا۔ پاکستان میں ووٹرز کا ٹرن اوور مایوس کن حد تک کم ہوتا ہے مگر جب حکومت بن جاتی ہے تو ہر شخص حکومتی پالیسیوں پر تنقید کرتا دکھائی دیتا ہے۔ اصولی طور پر تو تنقید یا تعریف کے حقدار تو وہ ہوتے ہیں جو ووٹ ڈالتے ہیں۔ یہ الیکشن ماضی سے مختلف نتائج سامنے لائیں گے کیونکہ اس میں کثیر تعداد ان ووٹرز کی بھی ہوگی جو پہلی بار اپنا حق رائے دہی استعمال کریں گے۔ ملک وقوم کے مستقبل فیصلہ ووٹ ہی کرے گا۔ لہذا یہ بات ضروری ہے کہ ووٹ کو قومی فریضہ سمجھ کر ادا کریں۔ ووٹ دیتے وقت اپنے ضمیر کی آواز سننا بہت ضروری ہے ہمیں گیلیشیا میلن (Galicia Malone) سے سبق سیکھنا چاہیے کہ ووٹ ڈالنا بچہ پیدا کرنے سے پہلے کا فریضہ ہے کہ جس کو آپ پیدا کرنے جا رہے ہیں دنیا میں اُس کے آنے سے پہلے اُس کی بہتر زندگی کا بندوبست تو کر لیا جائے لیکن ہم شاید واحد قوم ہیں جو بچہ پیدا کرنے کے کرب کو تو سہتی ہے لیکن اُس کے بہتر مستقبل کیلئے نہیں سوچتے، لیکن شاید یہ سوچنے کا آخری موقع ہے۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

09-11-2012.